﴿رجز﴾ کی طرح عذاب کے معنی میں آتا ہے۔

آیت مبارکہ میں ﴿رِجز﴾ کی تفسیر میں سلفؒ سے مختلف روایات آئی ہیں: (۱) عذاب الٰہی، (۲) اللہ کا غضب، (۳) سردی، (۴) طاعون کا مرض، جیسے کہ حضرت سعدؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: "الطاعونُ رِجزٌ أو عذابٌ أرسِلَ على بني إسرائيل -أو- علىٰ مَن كان قبلكم" [صحيح مسلم ح:٥٧٣٣] "طاعون کا مرض وہ رِجز یا عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر یا تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا۔"

امام طبریؒ فرماتے ہیں: ظن غالب یہی ہے کہ بنی اسرائیل پر مسلط کیا گیا یہ عذاب طاعون ہی تھا؛ لیکن یہ یقینی نہیں، کیونکہ عذاب الٰہی مختلف انواع واصناف میں نازل ہوتا رہا ہے۔ اور حدیث مبارکہ میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آیت مبارکہ میں بیان کردہ عذاب طاعون ہی تھا۔

﴿مِنَ السَّمَآءِ﴾ یعنی ان کے اوپر سے، مثلاً طاعون، پتھروں کی بارش، سخت چیخ، شدید سردی یا تباہ کن آندھی وغیرہ۔ یہاں السماء سے مراد "آسمان" ہونا ضروری نہیں؛ کیونکہ لغت میں ہر اوپر والی چیز "سماء" کہلاتی ہے، جب تک کسی واضح قرینے سے معروف آسمان ہونا ثابت نہ ہو۔

﴿بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ﴾ میں "با" سبب کے معنی میں اور "ما" مصدریہ ہے۔ یعنی ان کے فسق وفجور کے ارتکاب کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ فِسق میں "خروج" کا معنی پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ لوگ اللہ پاک کی اطاعت سے نکل گئے تھے۔ "فسق" کی مفصل تشریح بھی گزر چکی ہے۔ [ملخص از تفاسير: الطبري، القرطبي، ابن كثير، البغوي، الشوكاني، السعدي، ابن العثيمين، التفسير الصحيح]

مختار مسعود نے (سفر نصیب) میں لکھا ہے: "غذر کے خطرناک راستے پر ایک ٹوٹی پھوٹی جیپ آئی، جس میں سامان کے اوپر دس پندرہ سواریاں تھیں، مٹی کی دبیز تہ کے نیچے چھپا ہوا ایک جاپانی بھی تھا۔ کسی نے پوچھا: اتنی دور سے یہاں کیا لینے آیا ہے اور ٹوکیو سے شندور تک کا خرچ کون برداشت کرے گا؟ مسافر (مصنف) نے کہا: اس جاپانی کا خرچ بھی ہم برداشت کر رہے ہیں؛ ہم "جاپانی" لینڈ کروزر میں سوار ہیں، ہماری گھڑیاں سٹیزن اور سیکو ہیں، ریڈیو نیشنل، کیسٹ سونی کے ہیں۔ اس سیاح کی فارغ البالی میں ہماری شاہ خرچی شامل ہے۔ رہا اس کا یہاں تک آنا تو اس کی وجہ سادہ سی ہے:

"مہم جوئی اس کی زندہ تہذیب ہے اور ہماری مردہ تاریخ!!"

﴿انتخاب: محمد خان﴾

حفاظت ذکر الٰہی قسط:2

”حجیتِ حدیث شریف“ قرآن مجید کی روشنی میں

ابو محمد عبدالوہاب

{6} اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ثمرات

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝﴾ [النساء ٦٩-٧٠] ”اور جو کوئی اللہ پاک اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے، تو صرف وہی لوگ ان خوش نصیبوں کے ساتھ ہوں گے، جن کو اللہ پاک نے انعامات سے نوازا ہے۔ یعنی انبیائے کرام، صدیقین، راہ الٰہی میں شہادت پانے والوں اور نیکو کاروں کے ساتھ۔ اور یہی بہترین ساتھی ہیں، اور علم میں کمال کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔“

قرآن مجید اور حدیث شریف پر خلوصِ دل سے عمل کرنے والے مؤمنین اللہ عزوجل کی تبلیغ رسالت کے لیے منتخب انبیائے کرام -علیہم الصلاۃ والسلام- ، انبیاء کے بعد افضل ترین امتیوں ”صدیقین“، اللہ پاک کی راہ میں متاع جان لٹانے والے شہیدوں اور دیگر نیکوکار بندوں کی رفاقت میں ہر قسم کے غم اور تکلیف سے محفوظ وماٗمون جنت کے اعلیٰ درجات میں تشریف فرما ہوں گے۔ ”کند ہم جنس با ہم جنس پرواز“

اب جو کوئی نبی کریم ﷺ کے فرامین کو حجت شرعی تسلیم ہی نہیں کرتا' اس کا ان اولیائے الٰہی سے کیا تعلق؟ وہ تو دور ہی سے ”سُحقًا سُحقًا“ کہہ کر دھکے دیے جانے کا مستحق ہوگا۔ العیاذ باللہ

﴿......تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ [النساء ١٣] ”یہ (احکام وراثت) اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود ہیں۔ اور جو کوئی اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرے' اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا' جن کے نیچے سے (قسم قسم کی) نہریں بہہ رہی ہوں گی، اور یہی زبردست کامیابی و کامرانی ہے۔“

ہر تعلیم یافتہ جانتا ہے کہ احکام وراثت صرف تین آیات [١١، ١٢، ١٧٦] پر مشتمل ہوتے' تو اکثر مواقع پر ایسے ایسے سوالات اٹھتے، جن کی روشنی میں وراثت کی پرامن اور منصفانہ تقسیم ممکن نہ ہوسکتی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اللہ پاک کے مقرر کردہ تمام احکام کے مطابق وراثت تقسیم کیے بغیر ان حدودِ الٰہی کو قائم کرنا بہت مشکل ہے۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾[النور ٥٢]
''اور جو کوئی اللہ پاک اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کا شرف حاصل کر لے اور اللہ سے ڈر جائے اور اس (کے غضب) سے بچتا رہے، وہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾[الأحزاب ٧٠-٧١] ''اے ایمان والو! اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرتے رہو اور درست بات کیا کرو، وہ تمہارے اعمال سدھار دے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ اور جو کوئی اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے' تو یقیناً اس نے زبردست کامرانی حاصل کی۔''

اللہ پاک نے تمام دعویدارانِ ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے اور ''درست بات'' کہنے کا حکم دے کر اس کی پابندی کرنے والوں کو عظیم بشارت عطا فرمائی ہے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تمام احکام الٰہی کو بتام وکمال انجام دیا ہے، تو لازماً ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ ''درست بات'' ہی ارشاد فرمائی ہے۔ یعنی ''حدیث نبوی حجت شرعی ہے۔''

کیونکہ اگر قرآن مجید کے علاوہ رسول ﷺ کی کوئی دینی بات حجتِ شرعی نہ ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ کلام الٰہی کی تلاوت کر کے چپ کا روزہ رکھ لیتے، کبھی لب کشائی ہی نہ کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تلاوت قرآن کے علاوہ بھی کلام فرمایا ہے، عبادات اور معاملات انجام دیے ہیں، تو یقیناً یہ تمام 'اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت'' ہیں۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝﴾[الفتح ١٧] ''اور جو کوئی اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرے، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے قسم قسم کی نہریں جاری ہیں؛ اور جو کوئی منہ پھیر لے اس کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔''

{7} رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنا ہی ایمان کی شرط ہے

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾[النساء ٦٥] ''پس نہیں، تیرے رب کی قسم! وہ مؤمن نہیں بن سکتے جب تک آپ کو اپنے تنازعات میں (غیر مشروط) حاکم وقاضی تسلیم کر لیں؛ پھر آپ ﷺ جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں' اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں؛ بلکہ پوری خوش دلی سے تسلیم کر لیں۔''

ماڈرن معتزلہ یعنی ''منکرین حدیث'' رسول اللہ ﷺ کا حکم اور فیصلہ تسلیم کرنے کے لیے شرط لگاتے ہیں کہ

''صرف قرآن مجید'' کے مطابق ہو، اس میں اپنے قول وعمل یا رائے کا کوئی دخل نہ ہو!! حالانکہ اللہ تعالیٰ تو آپ ﷺ کے ہر فرمان پر ''وحیِ الٰہی'' ہونے کی ''مہرِ تصدیق'' ثبت کرتا ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○﴾ [النجم ٣-٤] ''آپ ﷺ اپنی ذاتی خواہش سے کچھ بھی نہیں فرماتے۔ (جو کچھ فرماتے ہیں) وہ وحی کے سوا ہرگز نہیں، جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے۔''

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾ [النور ٥١] ''اہلِ ایمان کو جب بھی اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دی جاتی ہے، تاکہ وہ ان کے آپس میں فیصلہ صادر فرمائیں، تو ان کا جواب ''ہم نے سن لیا اور مان لیا'' کہنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا؛ اور صرف یہی لوگ فلاح کی سعادت پانے والے ہیں۔''

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○﴾ [الاحزاب ٣٦] ''اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ صادر فرمائیں، تو کسی بھی ایمان والے مرد یا ایمان والی خاتون کے لیے اس مسئلے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا' وہ یقیناً صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے بہت ساری آیاتِ قرآنیہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف کو مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل مقرر فرمایا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو ''اسوہ حسنہ'' اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے نمونہ عمل ثابت فرمایا ہے۔ اس واضح فیصلہ الٰہی کی حکم عدولی کرنے والا صراطِ مستقیم سے بھٹک کر گمراہی کی غلیظ دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

{8} رسول ﷺ کتابِ الٰہی کے علاوہ ''حکمت'' کی تعلیم کے بھی ذمہ دار ہیں

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾ [البقرة ١٢٩] ''اے ہمارے رب! ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما، جو ان کو آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو (ہر قسم کی جہالت اور برائی سے) پاک کرے، بلاشبہ آپ ہی غلبہ والے اور حکمت والے ہیں۔''

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام دونوں نے کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت یہ دعا فرمائی، جس میں مطلوبہ پیغمبر کے اہم اوصاف بیان فرمائے: (۱) وہ کلامِ الٰہی کی تلاوت فرمائے، (۲) امت کو کتاب

الٰہی کی تعلیم دے، (۳) انہیں ''حکمت'' کی تعلیم بھی دے، (۴) جاہلانہ عادات ورسوم اور گمراہ کن عقائد واعمال کی اصلاح کے ذریعے ان کے قلوب واذہان کو بالکل پاک صاف فرمائے، یعنی ان کی اسلامی تربیت فرمائے۔

دیکھیے! اگر حدیث نبوی حجت شرعی نہ ہوتی تو تلاوت اور تعلیم کلام الٰہی کافی ہوتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زیر تربیت افراد میں اکثر عربی النسل تھے۔ ان کی زبان فصیح اور خالص تھی۔ اور جو نسلاً غیر عربی تھے مثلاً یہودی اور غلام لونڈی وغیرہ، وہ تمام عرب میں رہ کر عربی زبان جانتے تھے۔ لہٰذا قرآن مجید کی عبارت ان کی سمجھ سے بالا نہ تھی۔ لیکن دعائے خلیل علیہ السلام میں تلاوت کلام الٰہی کے ساتھ تزکیۂ نفس اور کتاب الٰہی کے ساتھ ''حکمت'' کی تعلیم کو بھی شامل کیا گیا۔ کیونکہ آپ علیہ السلام خود بھی نبوت ورسالت کے شرف سے مشرف ہونے کے ناتے اچھی طرح جانتے تھے کہ رسالت کا عظیم منصب صرف تلاوت کلام الٰہی اور تعلیم کتابِ الٰہی پر منحصر نہیں؛ بلکہ اس کتاب پر عمل کر کے اس کی تفسیر واضح طور پر دکھلانا بھی ازبس ضروری ہے۔

کتابِ الٰہی پر عطف کر کے ''حکمت'' کی تعلیم کو متعدد آیات قرآنیہ میں مقاصدِ شریعت اور فرائضِ رسالت میں شامل فرمایا گیا ہے۔ ''حکمت'' کے معنی ہیں: ''دانائی''۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعے امت کو حاصل ہونے والی ''دانائی'' کا جو بھی مفہوم لیا جائے، سب ''سنت'' اور ''حدیث'' میں داخل وشامل ہیں، اس سے باہر کچھ بھی نہیں۔

﴿ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾[البقرة ١٥١] ''جس طرح ہم نے تمہارے ہاں ایک رسول ﷺ مبعوث فرمایا، جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے، تمہاری اصلاح کرتا ہے، تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور تمہیں وہ چیزیں سکھاتا ہے، جسے تم نہیں جانتے تھے۔''

سیرت نبویہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے امت اسلامیہ کو جو کچھ علمی وفنی فوائد حاصل ہوئے ہیں، ان میں دینی اور اخروی کے علاوہ مختلف دنیوی فوائد بھی ظاہر ہیں۔ مثال کے طور پر جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے مفید نسخے، مختلف مراحل پر پیش آنے والے مسائل کے حل وغیرہ

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾[آل عمران ١٦٤] ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا ہے کہ ان میں سے ایک رسول ﷺ مبعوث فرمایا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، ان کے نفوس کی اصلاح کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً واضح گمراہی